# 67578 ـ زكاۃ میں تاخیر اور زكاۃ كی رقم سے سرمایہ كاری كرنے كا حكم

**سوال**

میرے مال كی سالانہ زكاۃ معقول رقم بنتی ہے ( مثلا دس ہزار مصری پاؤنڈ بنتا ہے ) پہلے یہ كرتا تھا كہ زكاۃ فقراء یا فقراء كے لیے ہسپتال كی تعمیر ۔۔۔الخ میں صرف كرتا تھا، لیكن اس وقت میری سوچ ہے كہ میں زكاۃ كا یہ مال تین یا چار برس كے لیے كسی علیحدہ اسلامی بینك اكاؤنٹ میں ركھوں جس پر سالانہ آمدن ہو، ایسا كرنے كا مقصد یہ ہے كہ ایك مناسب رقم جمع ہو جائے جس سے ایك وقت حاضر سے ہم آہنگ جدید مركز قائم كیا جائے جس كا ہدف منافع نہیں بلكہ دعوت و تبلیغ ہو اور اس میں تحقیق كے لیے جدید ترین وسائل استعمال كیے جائیں اور یہ مركز مسلمانوں اور ایسے افراد كے لیے خاص ہو جو دوسرے ادیان كے ساتھ مقارنہ كے وقت اپنےدین میں شكوك شبہات كا شكار ہو جاتے ہیں۔
اور میری سالانہ زكاۃ بھی آئندہ اسی مركز كی سرگرمیوں میں صرف ہو، اس كے ساتھ ساتھ دیگر مسلمانوں سے بھی تعاون ملتا رہے، تو كیا شرعی طور پر ایسا كرنا جائز ہے ؟

**پسندیدہ جواب**

الحمد للہ.

ہم آپ كی دینی غیرت اور مسلمانوں كی حالت زار كا خیال ركھنے پر آپ كے ممنون ہیں، لیكن آپ جو كچھ كرنا چاہتے ہیں وہ شرعیت مطہرہ كے موافق نہیں، كیونكہ جب سال مكمل ہونے پر زكاۃ واجب ہو چكی ہو تو اسے فوری نكالنا واجب ہو جاتا ہے، اور اسے ادائیگی كا امكان ہوتے ہوئے اس میں تاخیر كرنی جائز نہیں ہے۔

چانچہ زكاۃ ایك عبادت ہے جسے ادا كرنے كے لیے مسلمان شخص كو اس كی مقدار، وقت، اور جنس میں زكاۃ كے احكام كی پابندی كرنا لازم ہے، اور جب زكاۃ كی ادائیگی كا وقت آ چكا ہو تو اس میں تاخیر جائز نہیں، لیكن اگر اس كی تاخیر كا كوئی قابلِ قبول شرعی عذر ہو تو پھر تاخیر جائز ہے۔

دائمی فتوی كمیٹی كے علمائے كرام سے مندرجہ ذیل سوال دریافت كیا گیا:

جب زكاۃ كی ادائیگی كا وقت جمادی الاول ہو تو كیا ہم اسے بغیر كسی عذر كے رمضان المبارك تك مؤخر كر سكتے ہیں ؟

كمیٹی كے علمائےكرام كا جواب تھا:

سال پورا ہو جانے کے بعد بغیر کسی شرعی عذر کے زکاۃ نکالنے میں تاخیر کرنی جائز نہیں، مثلا: اگر سال پوار ہونے کے وقت فقراء نہ ہوں، یا ان تك پہنچانے کی طاقت و استطاعت نہ ہو، اور یا پھر مال موجود نہ ہو، وغیرہ اسباب [تو ان اسباب کی بنا پر زکاۃ میں تاخیر کرنی جائز ہے]

لیکن رمضان المبارك کی بنا پر زکاۃ میں تاخیر کرنی جائز نہیں، لیکن اگر قلیل سی مدت ہو تو پھر جائز ہے، مثلا نصف شعبان گزر جانے کے بعد سال پورا ہو رہا ہے تو پھر اس میں رمضان المبارك تك تاخیر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء ( 9 / 398 )

جس شخص پر زکاۃ واجب ہو چکی ہے، یا وہ ادارے اور تنظیمیں جو زکاۃ فقراء و مساکین تك پہنچانے کی ذمہ دار ہیں ان کے لیے زکاۃ کے اموال میں تجارت جائز نہیں، ان پر مستحق افراد تک اس کی ادائیگی واجب ہے، اور اگر سرمایہ کاری کرنی ہے تو زکاۃ کے علاوہ کسی دوسرے مال سےکریں۔

دائمی فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے ایسی رفاہی تنظیم کے متعلق دریافت کیا گیا جو اپنے اموال سے سرمایہ کاری کرنا چاہتی ہے۔

تو کمیٹی کے علماء نے جواب دیا:

اگر سوال میں مذکورمال زکاۃ کا ہو تو جیسے ہی تنظیم کے پاس مال آئے اُسے فورا زکاۃ کے شرعی مصارف میں خرچ کرنا واجب ہے، لیکن اگر وہ مال زکاۃ کا نہیں تو پھر تنظیم کی مصلحت کی خاطر اس سےسرمایہ کاری کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ ایسا کرنے سے تنظیم اور اس کے معاونین کو اپنے اہداف پورے کرنے کے لیے زیادہ نفع حاصل ہو گا۔انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء ( 9 / 403 ـ 404 )

اور کمیٹی کے علماء سے یہ بھی دریافت کیا گیا:

کیا عالمی رفاہی ادارے کے لیے زکاۃ کے ان اموال میں سرمایہ کاری کرنا ممکن ہے جو بعض اوقات بینکوں میں اسوقت تک رکھے جاتے ہیں جب تک انکی ضرورت نہیں ہوتی پھر انہیں نکلوا کر خرچ کیا جاتا ہے، اور سرمایہ کاری کی وجہ سے مصارف زکاۃ پر خرچ کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ بھی نہیں ہوگی،کیونکہ یہ سرمایہ کاری ایسی جگہوں پر ہوگی جہاں سے ضرورت کے وقت حاصل کرنا ممکن ہو، اور یہ جگہیں مکمل طور پر قابلِ اعتماد اور تحقیق شدہ ہیں، ہم یقینی طور پر اس کی ضمانت نہیں دے سکتے کہ کہیں اس میں حرمت یا [سودکا]شبہ نہ آجائے،

اس بنیاد پر کہ یہ رفاہی ادارہ بذاتہ کوئی ایک یا کئی ایک اشخاص پر مشتمل نہیں، بلکہ یہ ادارہ ایک فرضی شخصیت ہے جو کہ مستقل طور پر قائم ہے، چنانچہ اسکے ملازمین اسلام اور مسلمانوں کی خیر و بھلائی کے لیے اپنی رائے اور خیالات کے مطابق کوشش اور جد و جہد کرتے ہیں ؟

تو کمیٹی کے علمائے کرام کا جواب تھا:

" تنظیم کا نمائندہ زکاۃ کے مال کو سرمایہ کاری میں استعمال نہیں کرسکتا، کیونکہ زکاۃ کی رقم کو شرعی نصوص کے مطابق مستحقین پر تقسیم کرنا واجب ہے؛ کیونکہ زکاۃ کا مقصد فقراء اور ضرورتمند افراد کی حاجت اور مقروض افراد کے قرض کی ادائیگی ہے؛ اور اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ زکاۃ کے مال کی سرمایہ کاری کرنے سے ہو سکتا ہے مذکورہ مصلحتیں پوری نہ ہوں، یا پھر مستحق افراد کی ضروریات پوری کرنے میں تاخیر ہوجائے" انتہی

دیکھیں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء ( 9 / 454 ـ 455 ).

دوم:

اور فقراء کے لیے ہسپتال تعمیر کرنے یا بعض رفاہی منصوبوں کے لیے زکاۃ کا مال دینے کے متعلق سوال نمبر (39211) کے جواب میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ:

زکاۃ کے کچھ شرعی مصارف ہیں جنہیں اللہ سبحانہ و وتعالی نے اپنے اس فرمان میں بیان کیا ہے:

( إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاء وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللّهِ وَاللّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ )

ترجمہ: زکاۃ تو صرف فقراء، مساکین، اور اس پر کام کرنے والے، اور تالیف قلب میں، اور غلام آزاد کرانے میں، اور قرض داروں کے لیے، اور اللہ کے راستے میں، اور مسافروں کے لیے ہے، یہ اللہ تعالی کی طرف سے فرض کردہ ہے، اور اللہ تعالی علم والا اور حکمت والا ہے ۔ التوبۃ / 60

لہذا ان مصارف کے علاوہ کہیں اور زکاۃ صرف کرنا جائز نہیں ، اس لیے آپ کو زکاۃ وقت پر ادا کرنی چاہیے لہذا جب زکاۃ کی ادائیگی کرنا ممکن ہو تو اس میں آپ کے لیے تاخیر کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح زکاۃ کے مال سے سرمایہ کاری نہیں کی جاسکتی، نہ تو تجارتی اور منافع بخش منصوبوں میں، اور نہ ہی دعوتی منصوبوں میں۔

اور جس دعوتی منصوبے کی سوچ آپ رکھتے ہیں اس میں آپ مسلمانوں کو قائل کریں اور زکاۃ کے علاوہ کسی اور مد سے رقم حاصل کر کے اس منصوبہ کی تکمیل کریں۔

اللہ تعالی ہمیں اپنے محبوب اور پسندیدہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

واللہ اعلم .